الجھا ہوا شعور: کوانٹم کرما، کائناتی انتظام، اور عروج کی اخلاقیات

کائنات الجھاؤ میں ہے: واحد سے خود تک

کائنات علیحدگی سے نہیں بلکہ اتحاد سے شروع ہوئی۔ بگ بینگ کی ابتدائی واحدیت سے تمام ذرات، توانائی، اور معلومات ابھریں، جو خلائی وقت میں دھماکہ خیز طور پر پھیل گئیں۔ جیسا کہ جدید کاسمولوجی تصدیق کرتی ہے، کائنات میں ہر چیز کبھی ایک تھی - ایک گھنی، بے حد نقطہ جو لامحدود امکانات سے بھرپور تھا۔ اگرچہ خلاء اس کے بعد سے اربوں سال اور روشنی کے سالوں تک پھیل چکا ہے، لیکن ان ابتدائی لمحات میں قائم ہونے والی کوانٹم الجھن شاید اب بھی موجود ہو۔

کوانٹم فزکس میں، الجھے ہوئے ذرات - چاہے وہ کتنی ہی دوری پر ہوں - فوری تعلقات کا اشتراک کرتے ہیں۔ یہ غیر مقامی پن خلاء اور سبب و نتیجہ کے بارے میں کلاسیکی تصورات کو چیلنج کرتا ہے، لیکن اس کی بار بار تجربات میں تصدیق ہوئی ہے (مثال کے طور پر، ایسپیکٹ، زیلنگر)۔ اس لیے یہ غور کرنا ممکن ہے کہ پوری کائنات ایک بنیادی الجھاؤ والی وحدت کو برقرار رکھتی ہے، جو اس کے واحد آغاز کا ایک قسم کا مابعد الطبیعاتی گونج ہے۔

یہ نہ صرف باہمی ربط کے لیے ایک استعارہ فراہم کرتا ہے - یہ قدیم روحانی سچائیوں کے لیے سائنسی بنیاد بھی مہیا کر سکتا ہے: جو ہم دوسروں کے ساتھ کرتے ہیں، وہ خود کے ساتھ کرتے ہیں؛ ہر سوچ یا عمل کے نتائج ہوتے ہیں؛ خود ایک محدود اکائی نہیں، بلکہ ایک بڑے کل کا ایک نوڈ ہے۔

کوانٹم فزکس اور غیر مقامی خود

جدید فزکس نے ایسی فریم ورک متعارف کرائی ہیں جو ایک ایسی کائنات کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو نیوٹن کے میکینکس کے مقابلے میں کہیں زیادہ باہم مربوط اور لطیف ہے۔

- **ہولوگرافک اصول** (ٹو ہافٹ، سسکنڈ) تجویز کرتا ہے کہ خلاء کے ایک حجم کے اندر موجود تمام معلومات اس کی سرحد پر انکوڈ کی جا سکتی ہیں۔ یہ **بلیک ہول انفارمیشن پیراڈاکس** (ہاکنگ، بیکنسٹائن) کو حل کرنے سے ابھرا اور اس کا مطلب ہے کہ **معلومات محفوظ رہتی ہے**، حتیٰ کہ انتہائی ثقلی حالات میں بھی ضائع نہیں ہوتی۔

- اگر شعور یا یادداشت کوانٹم معلومات رکھتی ہے - جیسا کہ راجر پینروز اور اسٹورٹ ہیمروف کی تیار کردہ آرچ-او آر نظریہ میں قیاس کیا گیا ہے - تو **ہمارے تجربات خلائی وقت کے ڈھانچے پر نقش ہو سکتے ہیں**، حتیٰ کہ موت کے بعد بھی۔ آرچ-او آر تجویز کرتا ہے کہ نیورونل مائیکروٹیوبلز کے اندر کوانٹم ہم آہنگی شعور کو کوانٹم حالات کے ترتیب شدہ گرنے سے پیدا ہونے دیتی ہے - یہ ایک ایسی عمل ہے جو خلائی وقت کی ہندسہ کے لیے حساس ہے۔

لہذا، **شعور ایک بنیادی عمل ہو سکتا ہے** جو کائنات کی کوانٹم ساخت سے جڑا ہو - نہ کہ صرف حیاتیاتی کیمیائی پیچیدگی کا ایک ابھرتا ہوا ضمنی نتیجہ۔

یادداشت، شناخت، اور تقسیم شدہ دماغ

فلسفیانہ طور پر، یہ سائنسی بصیرتیں شناخت کے بارے میں پرانے سوالات کو گہرا کرتی ہیں:

- **جان لاک** نے دلیل دی کہ ذاتی شناخت یادداشت کی تسلسل میں جڑی ہوئی ہے۔ لیکن اگر **یادداشت صرف نیورونز کے ساتھ نہیں بلکہ وقت، خلاء، اور دوسروں کے ساتھ الجھاؤ میں ہے**، تو شناخت کہیں زیادہ تقسیم شدہ ہے۔

- **لائبنز کی مونادولوجی** حقیقت کو ناقابل تقسیم اکائیوں - مونادز - سے تشکیل شدہ قرار دیتی ہے، جن میں سے ہر ایک اپنے طریقے سے کائنات کی عکاسی کرتا ہے۔ آج ہم ہر شعور کو ایک **کوانٹم عکاس** کے طور پر تصور کر سکتے ہیں، ایک الجھا ہوا نوڈ جو اس سے ملنے والی ہر چیز کے ساتھ ہم آہنگ ہوتا ہے۔

- **پین سائیکزم**، جو اب تعلیمی فلسفے میں دوبارہ ابھر رہا ہے (گوف، اسٹراوسن)، تجویز کرتا ہے کہ **شعور بنیادی اور ہر جگہ موجود ہے** - جیسے کہ ماس یا چارج۔ یہ رحم دلی، آگاہی، اور حتیٰ کہ اخلاقی عمل کو ابھرتے ہوئے خواص نہیں بلکہ **مادے کی خود کی داخلی خصوصیات** بناتا ہے۔

نتیجہ بنیاد پرست ہے: **خود سر کے اندر محدود نہیں ہے**۔ ہم **غیر مقامی مظاہر ہیں** - وقت، یادداشت، تعامل، اور مادے کے پار تقسیم شدہ ہیں۔

جسم اور ماحولیاتی الجھن

فیلسوف موریس میرلو-پونٹی نے دلیل دی کہ ہم جسموں میں دماغ نہیں ہیں جو دنیا کو دیکھتے ہیں، بلکہ دنیا کے وجود ہیں، اس کی بناوٹ، رنگوں، اور تالوں میں جڑے ہوئے ہیں۔ اس کی حمایت عصری جسمانی شناخت سے ملتی ہے، جو ظاہر کرتی ہے کہ خیال نہ صرف دماغ سے بلکہ جسمانی اور ماحولیاتی تعامل سے ابھرتا ہے۔

حیاتیاتی طور پر، اس کے گہرے اثرات ہیں:

- گایا ہائپوتھیسس (لوولوک، مارگولس) دلیل دیتا ہے کہ زمین ایک واحد، خود کو منظم کرنے والا جاندار کی طرح کام کرتی ہے۔ زندگی فضا، سمندروں، اور ارضیات کو خود کو برقرار رکھنے کے لیے ترمیم اور مستحکم کرتی ہے۔
- مائکورہائزل نیٹ ورکس - فنگی جو درختوں کی جڑوں کو جوڑتی ہیں - پانی، غذائی اجزاء، اور کیمیائی اشاروں کو پورے جنگلوں میں بانٹتی ہیں۔ سائنسدان اسے "ووڈ وائیڈ ویب" کہتے ہیں۔ یہ نظام حیاتیاتی کوانٹم نیٹ ورکس کی طرح ہیں، جہاں زندگی ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی اور باہمی انحصار پر ہے۔

اسلام میں، قرآن فطرت کو علامات (آیات) کے طور پر بیان کرتا ہے - تخلیق کا ہر حصہ خدا کی حمد کرتا ہے اور الٰہی ترتیب کی عکاسی کرتا ہے۔ انسانیت کو خلیفہ (نگہبان) کے طور پر نامزد کیا گیا ہے، جو تخلیق کے لیے اخلاقی ذمہ داری اٹھاتی ہے۔ بدھ مت میں، وابستہ ابتدا (پراٹیت یاسامو تپادا) سکھاتا ہے کہ کچھ بھی آزادانہ طور پر پیدا نہیں ہوتا - ہر وجود دوسروں کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

موت، معلومات، اور استمرار کی امکانیت

موت کے بعد کیا ہوتا ہے؟ کلاسیکی نیورو سائنس کہتی ہے کہ شعور ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن کوانٹم اور انفارمیشن فزکس گہری امکانات کی طرف اشارہ کرتی ہے:

- معلومات کبھی تباہ نہیں ہوتی - یہ ایک اصول ہے جو حتیٰ کہ بلیک ہول فزکس میں بھی برقرار ہے۔ اگر خود جزوی طور پر معلومات پر مشتمل ہے، تو یہ پھیل سکتا ہے، لیکن غائب نہیں ہوتا۔

- آرچ-او آر میں، مائیکروٹیوبلز میں کوانٹم معلومات موت کے بعد کسی اور جگہ دوبارہ ہم آہنگ ہو سکتی ہیں۔ اگرچہ یہ ثابت نہیں ہوا، لیکن یہ ظاہر کرتا ہے کہ شعور سختی سے مقامی یا اختتامی نہیں ہے۔
- اسلام سکھاتا ہے کہ ہر عمل ریکارڈ کیا جاتا ہے، اور روح بعد کی زندگی میں جاری رہتی ہے۔ بدھ مت کرما کی تعلیم دیتا ہے - وقت اور دوبارہ جنم کے دوران عمل کی گونج۔

اگر شعور الجھاؤ میں ہے، تو موت شاید مٹاؤ نہ ہو، بلکہ غیر ہم آہنگی - وجود کے کل میدان کے اندر ایک اور حالت میں منتقلی۔

"رڈنی کا تاؤ" اور انسانیت کا اخلاقی بحران

سٹار گیٹ اٹلانٹس کے ایپی سوڈ "رڈنی کا تاؤ" ہماری حالت کے لیے ایک گہری استعارہ پیش کرتا ہے۔ رڈنی میک کین قدیم عروج کے آلے کے سامنے آتا ہے۔ مشین اس کی حیاتیات کو کامل بناتی ہے: بہتر ادراک، شفایابی، ٹیلی پیتھی۔ وہ سپر ہیومن بن جاتا ہے - لیکن عروج حاصل نہیں کر سکتا۔

کیوں؟ کیونکہ عروج کے لیے نہ صرف حیاتیاتی تیاری بلکہ روحانی تسلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ رڈنی اپنے انا سے چمٹ جاتا ہے۔ وہ موت سے ڈرتا ہے۔ وہ اپنی ذہانت کی قدر کرتا ہے، لیکن رحم کی نہیں۔ آخر میں، وہ تقریباً مر جاتا ہے - صرف اپنے دوستوں کی بے غرض کارروائیوں اور اس کے اپنے آخری عاجزی کے عمل سے بچتا ہے۔

یہ ہماری موجودہ حالت کی عکاسی کرتا ہے۔ انسانیت نے اپنے آلات کو کامل کر لیا ہے: مصنوعی ذہانت، کرسپر، فیوژن ری ایکٹرز، نگرانی کے نظام۔ لیکن اس میں اخلاقی تیاری کی کمی ہے۔ مشین بن چکی ہے۔ دل نہیں۔

غزہ ایک الزام کے طور پر کھڑا ہے۔ ہم نے اپنی سائنس کو شفا دینے کے لیے نہیں، بلکہ تباہ کرنے کے لیے استعمال کیا۔ ٹیکنالوجی ہمارے مرکز میں موجود اخلاقی خلا کو بڑھاتی ہے۔ رڈنی کی ناکامی کی طرح، اندرونی تبدیلی کے بغیر تکنیکی کمال تباہی کی طرف لے جاتا ہے۔

قدیم اور اخلاقی عروج

سٹار گیٹ میں قدیم امید کی ایک تصویر پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے وہاں کامیابی حاصل کی جہاں رڈنی - اور انسانیت - ناکام رہے۔ وہ جسمانی شکل سے آگے بڑھے، نہ تو اتفاق سے اور نہ ہی ایجاد سے، بلکہ روحانی نظم و ضبط اور اخلاقی حکمت کے

ذریعے۔

وہ **خالص توانائی کے وجود بن گئے**، ایک اعلیٰ حالت میں موجود رہے۔ انہوں نے ہتھیار، انا، اور حتیٰ کہ انفرادیت کو پیچھے چھوڑ دیا تاکہ **عالمگیر میدان کے ساتھ مل جائیں**۔ ان کا سبق: **ٹیکنالوجی جسم کو تیار کر سکتی ہے، لیکن روح کو نہیں۔**

یہ بدھ مت کے **عروج** اور اسلامی **معراج** (روحانی بلندی) کی عکاسی کرتا ہے، جہاں الٰہی یا عالمگیر کے ساتھ اتحاد کے لیے **عاجزی، نظم و ضبط، اور تسلیم** کی ضرورت ہوتی ہے - نہ کہ فتح یا ذہانت۔

لوسی: روشنی میں چھوڑ دینا

2014 کی فلم **لوسی** میں، مرکزی کردار کی دماغی صلاحیت اس وقت تک بڑھتی ہے جب تک کہ وہ خود کو انسان کے طور پر شناخت نہ کرے۔ وہ وقت اور خلاء سے ماورا ہو جاتی ہے، **بالآخر کائنات کے ساتھ ایک ہو جاتی ہے۔** اس کا آخری عمل غلبہ حاصل کرنا نہیں، بلکہ **میدان میں تحلیل ہونا** ہے، ایک سادہ پیغام چھوڑتے ہوئے: "میں ہر جگہ ہوں۔"

لوسی کا سفر تکنیکی اقتدار کے بالکل برعکس ہے۔ یہ **انا کی وحدت میں تحلیل** ہے - **بدھسٹ نروانا یا صوفی فناء** (خدا میں خود کی نباہی) کا ایک سنیمائی اظہار۔ وہ ہتھیار نہیں، علم چھوڑتی ہے۔ غلبہ نہیں، موجودگی۔

کوانٹم فیڈ بیک کے طور پر کرما

اگر سب کچھ الجھاؤ میں ہے، تو **کرما فزیکل فیڈ بیک بن جاتا ہے۔** صوفیانہ نہیں، بلکہ **گونج۔**

ہر سوچ، عمل، یا نیت اس کوانٹم میدان کو بدل دیتی ہے جس میں ہم سب شریک ہیں۔ جیسے کشش ثقل کی لہریں خلائی وقت میں گھومتی ہیں، **اخلاقی اعمال وجود کی ساخت میں گونجتے ہیں۔**

- **اسلام** سکھاتا ہے کہ ایک ایٹم کے وزن کو بھی ریکارڈ کیا جاتا ہے۔
- **بدھ مت** سکھاتا ہے کہ نیت زندگیوں کے پار حقیقت کو شکل دیتی ہے۔
- **کوانٹم تھیوری** سکھاتی ہے کہ مبصر نتائج کو متاثر کرتے ہیں، اور تمام اعمال نشانات چھوڑتے ہیں۔

اس طرح، **کرما اخلاقی معلومات کا تحفظ ہے۔** غزہ میں ایک قتل کائنات کے دل میں گونجتا ہے۔ رحم کی ایک حرکت بھی۔ کچھ بھی ضائع نہیں ہوتا۔

حیاتیاتی کے بعد کی ارتقاء اور کائناتی شہریت

ہم حیاتیاتی ارتقاء کی افادیت کے اختتام پر پہنچ چکے ہیں۔ قدرتی انتخاب نے ہمیں بہت دور تک لے جایا ہے - لیکن یہ ہمیں ان طاقتوں کے لیے تیار نہیں کر سکتا جو ہم اب رکھتے ہیں۔ **مصنوعی ذہانت، نینو ٹیکنالوجی، جیو انجینئرنگ، خلائی نوآبادیات** - ان کے لیے **اخلاقی** ارتقاء کی ضرورت ہے، نہ کہ صرف علمی نفاست۔

اگلا مرحلہ جسمانی نہیں، بلکہ **اخلاقی** ہے۔ ہمیں **کائناتی شہری** بننا چاہیے، میدان کی گہری ہم آہنگی کے ساتھ ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ اس کا مطلب ہے غلبہ کی بجائے رحم، استحصال کی بجائے انتظام، ہیرا پھیری کی بجائے مراقبہ، اور کنٹرول کی بجائے تسلیم۔

ہم اب اس افسانے کو برداشت نہیں کر سکتے کہ ٹیکنالوجی ہمیں بچائے گی۔ **صرف شعور ہی کر سکتا ہے۔**

نتیجہ: انسانیت ایک چوراہے پر

انسانیت اب ایک چوراہے پر کھڑی ہے۔ وہی ٹیکنالوجی جو ہمیں نجات دلا سکتی ہے، ہمیں لعنت کی طرف بھی لے جا سکتی ہے۔

فلم **فور بڈن پلانیٹ** میں **کریل** ایک اعلیٰ ذہانت اور تکنیکی کامیابیوں کی حامل تہذیب تھی، لیکن وہ ایک رات میں اندر سے آنے والے عفریتوں - ایڈ، جیسا کہ سگمنڈ فرائیڈ نے انہیں کہا - سے تباہ ہو گئی۔

ان کی طرح، ہماری ٹیکنالوجی بڑی طاقت رکھتی ہے، لیکن غزہ کو دیکھتے ہوئے، ہمارے رہنما واضح طور پر اس طاقت کو ذمہ داری سے استعمال کرنے کی روحانی پختگی سے محروم ہیں، جو ہمیں لعنت کی راہ پر لے جا رہا ہے۔

یہ مضمون آخری مایوس کن پکار ہے: غلبہ کی بجائے رحم کو گلے لگائیں اور ان وحشیوں کو اقتدار کے لیور سے ہٹائیں، ورنہ بہت دیر ہو جائے گی۔

ہم **سٹار گیٹ** کے **قدیم** کو نمونہ بنائیں اور عاجزی، حکمت، اور رحم کی کاشت کر کے خود کی بہتری کی کوشش کریں، اپنے انا سے آگے بڑھیں، نہ کہ اپنی پست جبلتوں سے چمٹ جائیں جو ہمیں دولت اور طاقت کی پوجا کرنے کا حکم دیتی ہیں۔